تفسیر عیاشی پر ایک نظر
Introduction to *Tafsir-e-Ayashi*

Open Access Journal
Qtly. Noor-e-Marfat
eISSN: 2710-3463
pISSN: 2221-1659
www.nooremarfat.com
Note: All Copy Rights are Preserved.

Sajid Ali Gondal
Student of Al-Mustafa International University Qom, Iran.**E-mail**:sajidaligondal55@yahoo.com

Abstract: Contemporary of Sheikh Kulayni, Muhammad ibn Ayyashi is considered as one of The great Shia scholars .He was well versed in Hadith, Rijal, Fiqh and Tafsir. His interpretation (Tafsir Ayashi) was written in the 4th century .It is the primary source of narrative interpretation and is only a transmitted and narrative commentary. In this tafsir, the author has interpreted the Qur'anic verses without any footnote, relying only on the traditions. This article discusses the personality of the late Ayashi , his teachers and a few distinguished students as well as various aspects of this tafsir. Following a brief introduction of the tafsir, this article also discusses Ayyashi's style of writing and weaknesses of the chains of narration of the traditions reported in it. In the end, it highlights the sources of the tafsir and some of its merits and demerits.

Keywords: Quran, Interpretation, Muhammad bin Ayashi, Chain of narration.

خلاصہ

شیخ کلینیؒ کے معاصر محمد بن عیاشی کا شمار.بزرگ شیعہ علماء میں ہوتا ہے انہیں حدیث، رجال، فقہ و علم تفسیر وغیرہ میں کمال مہارت حاصل تھی۔ ان کی تفسیر (تفسیر عیاشی) چوتھی صدی قمری میں لکھی گئی۔ اِسے روائی تفاسیر میں بنیادی منبع کی حیثیت حاصل ہے اور یہ ایک محض نقلی و روائی تفسیر ہے۔ اس میں مصنف نے روایات کا سہارا لیتے ہوئے قرآنی آیات کی بغیر کسی حاشیے کے تفسیر کی ہے۔ اس مقالہ میں مرحوم عیاشی کی شخصیت، ان کے اساتذہ اور چند.برجستہ شاگردوں کے ذکر کے ساتھ ساتھ اس تفسیر کے مختلف ابعاد پر بات کی گئی ہے۔ اس مقالہ میں تفسیر عیاشی میں مصنف کے طرز نگارش اور تفسیر کے اجمالی تعارف کے بعد اس کے اسنادی ضعف پر بات کی گئی ہے نیز آخر میں تفسیر کے منابع اور کچھ امتیازات و نقائص کی طرف اشارہ ہے۔

عیاشی کا مختصر زندگی نامہ

محمد بن مسعود بن محمد بن عیاشی، چوتھی صدی قمری میں پیدا ہوئے۔ ان کی کنیت ابو نضر ہے۔ عیاشی کی تاریخ پیدائش اور وفات کے متعلق دقیق معلوم نہیں ہو سکا۔ انہوں نے جو خط فضل بن شاذان (متوفی 260 ق) کو لکھا ہے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عیاشی کی ولادت تقریبا 240 قمری میں جبکہ وفات 320ق میں واقع ہوئی ہے۔ عیاشی کا شمار شیخ کلینیؒ کے معاصرین میں ہوتا ہے۔[1] بعض محققین کے مطابق عیاشی، تفسیر قمی کے مؤلف علی بن ابراہیم، تفسیر فرات کے مصنف فرات بن ابراہیم قمی، تفسیر نعمانی کے محمد بن ابراہیم نعمانی اور تفسیر نہج البیان عن کشف معانی القرآن کے مصنف محمد بن حسن شیبانی کے ہم عصر ہیں۔ بعض نے ان کو دوسرے طبقے، جبکہ بعض نے انہیں پانچویں طبقے کے شیعہ مفسرین میں شمار کیا ہے۔[2]

ابن ندیم اور شیخ طوسی نے عیاشی کو قبیلہ بنی تمیم سے جبکہ نجاشی نے اسے سلمی نامی قبیلے کا فرد لکھا ہے۔ لیکن تینوں نے عیاشی کو اہلِ سمرقند کہا ہے۔[3] بعید نہیں ہے کہ تینوں کی مراد یہی ہو کہ وہ اصالتا عرب تھا جبکہ اس کا محل سکونت یا اس کی پیدائش سمرقند میں ہوئی۔[4] اس زمانے میں اہلِ سمرقند کی اکثریت چونکہ مکتب اہل سنت سے تعلق رکھتی تھی لہٰذا شیخ عیاشی کا تعلق بھی ابتدائی طور پر اسی مکتب سے رہا اور پھر کچھ مدت تحقیق و مطالعات کے بعد عیاشی نے شیعہ مکتب کو قبول کیا۔[5]

کہا جاتا ہے کہ عیاشی کو اپنے والد سے وراثت میں تین لاکھ دینار (رائج وقت سکے) ملے جسے انہوں نے علم و ادب کی تحصیل میں خرچ کر دیا۔[6] انہوں نے اپنا تعلیمی دور کوفہ، بغداد اور قم المقدس میں گزارا۔[7] انہیں فقہ، ادب، حدیث اور تفسیر جیسے علوم میں مہارت حاصل تھی۔ وہ اہل مشرق یعنی خراسان کے دانشوروں کے تاجدار اور علم حدیث و رجال حدیث میں اہل نظر اور ناقد کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انہیں ایک ثقہ، صدوق اور فقیہ شیعہ امامی شمار کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عیاشی کا گھر گویا ایک مدرسہ تھا۔ انہوں نے جہاں تیس سے زائد اساتذہ سے کسبِ فیض کیا وہاں بے شمار شاگردوں کو بھی پروان چڑھایا۔ رجال کشی، شواہد التنزیل حسکانی اور رجال نجاشی وغیرہ جیسی کتابوں میں عیاشی کے ساٹھ سے زیادہ اساتذہ کا ذکر موجود ہے۔

عیاشی کے بعض اساتذہ

عیاشی کے اساتذہ میں سے بعض اساتید کے نام درج ذیل ہیں:

1.	امام حسن عسکری علیہ السلام کے شاگرد، اسحاق بن محمد بصری۔	2.	امام عسکری علیہ السلام کے شاگرد، ابراہیم بن محمد بن فارس۔
3.	احمد بن منصور خزاعی	4.	احمد بن عبداللہ علوی

5.	ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن سہل بغدادی واضحیٰ جنہوں نے "ایمان ابی طالب" نامی کتاب تالیف کی ہے۔	6.	امام حسن عسکری علیہ السلام کے صحابی ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن نعیم شاذانی نیشاپوری
7.	امام ہادی علیہ السلام کے صحابی ابو علی محمودی محمد بن احمد بن حماد مروزی	8.	حسین بن عبد اللہ قمی
9.	حمودیہ بن نصر	10.	اصحاب امام حسن عسکری علیہ السلام میں سے ابو عبداللہ حسین بن اشکیب
11.	جعفر بن ایوب سمرقندی، المعروف ابن تاجر	12.	جبرئیل بن احمد فاریابی
13.	علی بن فضال	14.	عبداللہ بن محمد بن خالد طیالسی
15.	علی بن عبداللہ بن مروان	16.	علی بن محمد بن نصیر کشی سمرقندی
17.	علی بن محمد بن فروزان قمی	18.	علی بن علی خزاعی
19.	علی بن قیس قومسی (سمنانی)	20.	عبداللہ بن خَلَف
21.	علی بن محمد بن عیسی	22.	عبداللہ بن میمون
23.	علی بن حسین	24.	عبداللہ بن حمدویہ بیہقی (سبزواری)، امام عسکری علیہ السلام کا شاگرد
25.	فضل بن شاذان نیشابوری	26.	سلیمان بن جعفر
27.	محمد بن یزدان رازی (اہل ری)	28.	قاسم بن ہشام لؤلؤ، اامام حسن عسکری علیہ السلام کا شاگرد
29.	محمد بن احمد نہدی	30.	محمد بن عیسی بن عبید یقطینی
31.	محمد بن احمد بن نعیم، المعروف ابو عبداللہ شاذانی	32.	محمد بن ابراہیم بن محمد بن فارس
33.	نصر بن صباح ابوالقاسم بلخی	34.	یوسف بن سخت بصری، امام حسن عسکری علیہ السلام کا صحابی[8]

عیاشی کے بعض شاگرد

عیاشی کے بعض قابل ذکر شاگردوں کے نام درج ذیل ہیں:

1.	ابو جعفر احمد بن عیسیٰ بن جعفر علوی عمری وغیرہ ابو عمر محمد بن عمر بن عبدالعزیز کشی (متوفی: 340ھ۔ق)	2.	ابو نصر احمد بن یحییٰ
3.	ابو جعفر بن ابی عوف نجاری	4.	ابو نصر بن یحییٰ فقیہ

5.	ابوطالب مظفر بن جعفر بن محمد علوی	6.	ابوالحسن قزوینی
7.	ابوبکر قناتی (قنادی)	8.	ابو علی وارثی
9.	ابو نصر خلقانی	10.	ابو عبداللہ بقال
11.	احمد بن عیسی بن جعفر علوی	12.	احمد بن یعقوب سنائی
13.	احمد بن صفار	14.	ابراہیم حُبُوبی
15.	اسماعیل بن محمد اسکافی	16.	احمد بن یحیٰ، المعروف ابانصر
17.	جعفر بن محمد بن مسعود عیاشی سمرقندی (عیاشی کے فرزند)	18.	جعفر بن ابی جعفر سمرقندی
19.	جعفر بن ابوالقاسم	20.	جعفر بن محمد شاشی
21.	حیدر بن محمد سمرقندی امامی	22.	حسین بن نعیم سمرقندی
23.	حسن غزال کنتجی	24.	حسین کرمانی
25.	حمدویہ بن نصر	26.	کتاب "تنبیہ عالم قتلہ علمہ الذی معہ" کے مصنف ابو محمد حیدر بن محمد بن نعیم سمرقندی
27.	زید بن احمد خلقی	28.	سعد صفار
29.	عبداللہ بن صیدلانی	30.	یزدکی۔۔۔۔ وغیرہ

شیخ عیاشی کے آثار

عیاشی کے آثار دو سو سے زیادہ ہیں۔[9] ابن ندیم کے مطابق عیاشی کے ایک شاگرد نے اپنے استاد کی تالیفات 208 بتائی ہے۔ ابن ندیم نے کہا ہے کہ ستائیس آثار مجھ تک نہیں پہنچ پائے؛ باقی 181 آثار کی فہرست ابن ندیم اور شیخ طوسی نے اپنی اپنی کتب میں ذکر کی ہے۔[10] اسی طرح تھوڑے بہت اختلاف کے ساتھ نجاشی نے بھی کتابِ فہرست میں عیاشی کے 160 آثار درج کیے ہیں۔ مجموعی طور پر مختلف موضوعات جیسا کہ علوم قرآن، معارف، امامت، رجال، احتجاج، اخلاق، تاریخ و سیرت اور نجوم و طب وغیرہ میں شیخ عیاشی کے 192 آثار کا ذکر ملتا ہے۔ عیاشی کے آثار ان ناموں سے موسوم ہیں: التفسیر العیاشی، المعاریض، کتاب الشعر، الأنبیاء و الأولیاء، سیرة أبی بکر، سیرة عمر، سیرة عثمان، مکة و الحرام، الأشربة، حدّ الشارب الاضاحی، مختصر الحیض، الجنائز، مختصر الجنائز، المناسک، العالم والمتعلم، الدعوات الزکاة، الاجوبة المسکته، احتجاج المعجزه، امامة علی بن حسین علیهما السلام، الانبیاء و

الائمة، الاوصياء، الايمان، باطن القرئآت، البدا، البر و الصلة، البشارت، التنزيل، جوابات مسائل وردت عليه من عدة بلدان، حقوق الاخوان، الدعوات، دلائل الائمه، روياء، الصفه و التوحيد، الصلاه على الائمة، صنائع المعروف، الطب، العالم و المتعلم ...

عیاشی، بعض بزرگان کی نظر میں

1. **شیخ نجاشی :** ”عیاشی ثقہ ، مورد اعتماد ، راستگواور بزرگان شیعہ امامیہ میں سے ہیں ۔ اس کا گھر مسجد کی طرقراء، محدثین ، مفسرین اور علماء سے ہر وقت بھرا رہتا۔“[11]
2. **ابن ندیم :** محمد بن مسعود عیاشی امامی فقہا میں سے ایک تھے جو علم کے میدان میں اپنے دور میں واحد مانے جاتے اور ان کی کتابیں خراسان میں بہت اہم تھیں۔ جنید ابن نعیم، جو ابو احمد کے نام سے مشہور ہیں، نے ابو الحسن علی ابن محمد علوی کو لکھے گئے اپنے مقالے میں ان کی تالیفات کا ذکر کیا ہے۔[12]
3. **شیخ طوسیؒ:** محمد بن مسعود عیاشی سمرقندی علم، فضل، ادب اور فہم و فراست لحاظ سے خراسان و ماوراء النہر کے علماء میں ایک ممتاز مقام رکھتے اور ان کی تصانیف دو سو سے زیادہ ہیں۔[13]
4. **ابن شہر آشوب مازندرانی:** محمد بن مسعود عیاشی کا تعلق سمرقند سے ہے۔ ان کا تعلق قبیلہ بنی تمیم سے بتایا جاتا ہے۔ وہ فضل اور حکمت کے لحاظ سے مشرق میں منفرد تھے اور ان کے آثار دو سو سے زائد ہیں جن میں کتاب التفسیر، العالم والمتعلم، الدعوات، التقیہ، الاجوبہ المسکتہ و تجوید القرآن شامل ہیں۔[14]
5. **علی بن داود حلی:** عیاشی ثقہ، راستگواور بزرگان امامیہ میں سے ہیں۔[15]
6. **مدرس تبریزی:** محمد بن مسعود عیاشی سمرقندی عالم، فاضل، ادیب، مفسر، محدث، صادق اور امین انسان تھے اور اس کے علاوہ طب، فلکیات و فقہ میں بھی مہارت رکھتے وہ شیخ کلینیؒ کے ہم عصر اور علماء شیعہ امامیہ میں سے تھے اور ان کی تالیفات دو سو سے زیادہ ہیں۔[16]
7. **شیخ عباس قمیؒ:** شیخ عیاشی کے بارے کہتے ہیں کہ عیاشی ہمارے بزرگان میں سے ہیں انہوں نے جوانی میں مکتب امامیہ کو قبول کیا اور وہ حسن بن فضال و کوفہ، بغداد و قم کے بعض دیگر مشایخ کے شاگرد ہیں اور انہوں نے اپنے والد کی طرف سے ملنے والی میراث کو علم وادب کی راہ میں خرچ کیا۔[17]
8. **آقا بزرگ تہرانی:** علامہ بزرگوار آیت اللہ حاج بزرگ تہرانی یوں لکھتے ہیں: شیخ عیاشی نے دو سو سے زائد کتابیں مختلف اسلامی علوم میں لکھی ہیں وہ ثقہ الاسلام شیخ کلینیؒ کے ہم عصر ہیں نیز ان کی تفسیر آج بھی آستان قدس رضوی مشہد، تبریز، زنجان اور کاظمین کی لائبریریوں میں موجود ہے۔[18]

9. **سید حسن صدر:** کتاب "تاسیس الشیعہ لعلوم الاسلامیہ" کے مصنف نے اپنی گراں قدر تصنیف میں دو مرتبہ ان کا تذکرہ کیا ہے۔ سیرت اور تاریخ کے مصنفین میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "عیاشی محمد بن مسعود ہمارے بزرگان میں سے ہیں کہ جو اپنی تالیفات کی وجہ سے معروف ہیں اور ان کے سیرت و تاریخ و شعر وغیرہ کے میدان میں کافی آثار ہیں۔ دوبارہ لکھتے ہیں کہ عیاشی کا شمار بزرگ مفسرین میں ہوتا ہے اور متاسفانہ ان کی تفسیر میں سے ہم تک پاس صرف پہلا حصہ پہنچ پایا ہے اور شیخ کے آثار دوسو سے زائد ہیں۔[19]

10. **علامہ محمد حسین طباطبائی:** علامہ نے تفسیر عیاشی کے مقدمہ لکھ کر اس کی اہمیت کو اور واضح کیا ہے اور ساتھ ہی یہ احتمال دیا ہے کہ شاید جنوب ایران کے بعض کتابخانوں میں اس تفسیر کا دوسرا حصہ بھی موجود ہو۔[20]

11. **استاد شہید مطہری:** عیاشی، اپنے زمانے کے معروف فقیہ ہیں اگرچہ ان کی شہرت تفسیر میں ہے مگر وہ ایک جامع شخصیت تھے اور ان کے فقہی آثار ہم تک نہیں پہنچ پائے وہ ابتدائی طور پر سنی مکتب کے پیرو تھے جبکہ بعد میں شیعہ ہوئے اور اپنے والد کی جانب سے ملنے والی دولت کو عیاشی نے علم وادب کی راہ میں صرف کیا۔[21]

12. **اردبیلی غروی:** کتاب جامع الرواہ کے مصنف علامہ اردبیلی غروی بھی شیخ عیاشی کی تعریف بیان کرتے ہیں اور ان کی تالیفات کو دوسو سے زائد گردانتے ہیں۔[22]

تفسیر عیاشی کی اہمیت وسرگذشت

تفسیر عیاشی کا شمار نقلی وروائی تفاسیر میں ہوتا ہے۔ یہ تفسیر عصر غیبت صغرا (260-329 ھ) سے متعلق شیعہ قدیمی تفاسیر میں سے ہے۔ علامہ مجلسیؒ کے زمانے تک اس تفسیر کے اصل متن تک دستیابی ممکن تھی۔ علامہ مجلسی کے پاس بھی اس تفسیر کے دونوں حصے موجود تھے[23] اور انہوں نے بحارالانوار میں اس تفسیر سے کچھ روایات کو نقل کیا ہے۔ علامہ مجلسیؒ کے بعد آج تک ہماری دسترسی فقط اس تفسیر کے پہلے کچھ حصے تک ہے جبکہ اس کے دوسرے حصے کی کچھ خبر نہیں۔ بعض محققین نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس تفسیر کا دوسرا حصہ بھی جنوب ایران کی طرف بعض کتابخانوں میں موجود ہے[24] مگر یہ دعویٰ ابھی تک اثبات تک نہیں پہنچ سکا۔ اس تفسیر کے پہلے حصے کے سات خطی نسخے تہران یونیورسٹی کے کتابخانے میں ابھی بھی موجود ہیں۔[25] سید ہاشم بحرانی نے "البرہان" میں اور ملا فیض کاشانی نے "تفسیر صافی" میں اس تفسیر سے کچھ متون کو نقل کیا ہے۔ آقا بزرگ تہرانی بھی اپنی کتاب میں اس تفسیر کے چھ خطی نسخوں کا ذکر کرتے ہیں جبکہ فیلسوف بزرگ علامہ طباطبائیؒ نے اس تفسیر پر مقدمہ لکھ کر اس کی اہمیت کو اور واضح کر دیا ہے۔

بنیادی طور پر یہ تفسیر ایک مقدمہ اور دو جلدوں پر مشتمل ہے جس میں اوّل قرآن سے سورہ کہف کے آخر تک ترتیبی انداز میں تدوین کی گئی ہے۔ بعد میں موسسہ بعثت کی کوششوں سے بقیہ سورتوں اور آیات کے ضمن میں

عیاشی سے منقول شدہ روایات کو اکٹھا کرکے اس تفسیر کو تکمیل تک پہنچایا اور شائع کیا گیا ہے۔ اِس تفسیر کو تمام تفاسیر میں بنیادی مصدر و منبع کا درجہ حاصل ہے اور حاکم حسکانی نے اپنی تفسیر ”شواہد التنزیل“ میں اس تفسیر سے تقریباً تیس روایات کو مکمل سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔[26] امین الاسلام طبرسی نے تفسیر سے تقریبا ستر روایات[27] کو نقل کیا ہے۔ اسی طرح ابن شہر آشوب مازندرانی نے کتاب مناقب آل ابی طالب میں اس تفسیر سے کچھ روایات کو نقل کیا ہے اور شیخ تقی الدین کفعمی نے بھی اپنی کتاب جنہ الامان میں اس تفسیر سے چند روایات کو نقل کیا ہے۔

اس تفسیر کے پہلے حصے کے سات خطی نسخے تہران یونیورسٹی کے کتابخانے میں موجود ہیں۔[28] اس تفسیر کو پہلی بار سید ھاشم رسولی محلاتی کی تحقیق و تعلیق اور علامہ طباطبائی کے مقدمے کے ساتھ قم سے مطبعہ العلمیہ نے 1308 میں دو جلدوں میں شائع کیا۔ اس تفسیر کو دوسری بار بنیاد بعثت نے 1421 ھ میں تین جلدوں میں شائع کیا۔ اس اشاعت میں مصنف کے حالات زندگی، اس کے آثار، اس کے اساتذہ اور شاگردوں کے تذکرے کے بعد تین مرحلوں میں اس کتاب پر تحقیق کا کام انجام دیا گیا۔ پہلے مرحلے میں خطی نسخے اور سید ہاشم محلاتی کی شائع کردہ اشاعت میں موجود اختلافات، تفسیر عیاشی کے منابع، احادیث میں موجود مشکل لغات، احادیث کی فہرست اور مصنف کے آثار کو بیان کیا گیا ہے۔ دوسرے مرحلے میں ان منابع کو بیان کیا گیا ہے جنہوں نے عیاشی سے مکمل اسناد کے ساتھ روایات کو نقل کیا ہے یا یہ کہ ان منابع میں ہم روایات عیاشی کی مکمل اسناد دیکھ سکتے ہیں؛ جیسا کہ مجمع البیان، شواہد التنزیل، ابن شہر آشوب، سید ابن طاوس، رجال کشی و کتب شیخ صدوق علیہ الرحمہ وغیرہ۔ اور تیسرے مرحلے میں تفسیر عیاشی میں منقول روایات کی مختلف منابع سے تحقیق کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ اسناد خود عیاشی کی ہی ذکر کردہ ہیں کہ جو بعد میں ہم تک نہیں پہنچ پائیں۔

تفسیر عیاشی کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود اس کتاب اور اس کے مؤلف پر مختلف مجلات میں تحقیقی مقالات لکھے جاچکے ہیں، وہاں اس تفسیر میں منقول کئی روایات کے اسنادی ضعف کے پیش نظر ان روایات کی ”اسناد“ اور ”متون“ کے ساتھ ساتھ خود شیخ عیاشی کی شخصیت پر بھی کئی مقالات لکھے جاچکے ہیں۔[29]

تفسیر عیاشی کا مقدمہ

اس تفسیر کے مقدمے میں مندرجہ ذیل آٹھ ابواب کے تحت کچھ ابحاث علوم قرآن کے عنوان سے کی گی ہیں:

1. فضل قرآن کا بیان: اس باب میں کل 18 روایات کو لایا گیا ہے۔ مصنف نے اس باب میں حدیث ثقلین، جامعیت قرآن پر احادیث،[30] قرآن کے حادث و قدیم ہونے کے متعلق احادیث[31] اور حوادث میں قرآن سے تمسک کرنے کے عنوان سے احادیث[32] کو نقل کیا ہے۔

2. قرآن کی مخالف روایات کو ترک کرنے کا بیان: اس باب میں 17 روایات کو ذکر کیا گیا ہے۔ مصنف نے کچھ روایات اس طرح نقل کی ہیں کہ جن کا مضمون یوں ہے کہ "جو روایات بھی تم تک پہنچیں اگر وہ قرآن کے موافق ہوں تو لے لو اور اگر قرآن کے مخالف ہوں تو ان کو ترک کرو۔
3. منزلت قرآن کا بیان: اس حوالے سے 17 روایات بیان ہوئی ہیں۔
4. ناسخ و منسوخ، ظاہر و باطن، محکم و متشابہ کا بیان: اس باب میں کل 11 روایات ذکر ہوئی ہیں جن میں قرآنی آیات کو ناسخ[33] و منسوخ[34] محکم[35] و متشابہ[36] اور ظاہر و باطن[37] میں تقسیم کیا گیا ہے۔
5. تفسیر قرآن میں ائمہ علیہم السلام کی طرف احتیاج: اس باب میں 8 روایات بیان ہوئی ہیں جن کے مطابق وہ قرآنی آیات کہ جو خیر و نیکی پر مبنی ہیں ان سے مراد آئمہ علیہم السلام اور جو بدی وگناہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں ان سے مراد دشمنان اہل بیتؑ ہیں۔[38] نیز روایات میں عترت پیامبر ﷺ کو بہترین قرآنی امثال و نمونہ عمل کہا گیا ہے۔[39]
6. تاویل قرآن کا علم آئمہ علیہم السلام کے پاس ہے: اس باب میں 13 روایات بیان ہوئی ہیں جن کے مطابق "الراسخون فی العلم" کے حقیقی مصداق آئمہ اطہار علیہم السلام ہیں اور قرآن کے تمام حقیقی مفاہیم تک رسائی رکھتے ہیں۔[40]
7. تفسیر بالرای کی ممانعت: اس حوالے سے 6 روایات نقل ہوئی ہیں۔ امام صادقؑ سے منقول روایت کے مطابق جو شخص بھی قرآن کی اپنے رائے کے مطابق تفسیر کرے اور واقع و حقیقت تک پہنچ بھی جائے تب بھی اسے کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا اور اگر اپنی رائے کے نتیجے میں وہ خطا کرے تو گنہگار ہوگا۔[41]
8. قرآن کے بارے جدل و نزاع کی ممانعت: اس حوالے سے 4 روایات نقل ہوئی ہیں جن میں بعض کے مطابق قرآن کے بارے نزاع وجدل کرنا کفر ہے۔[42]

عیاشی نے اپنی تفسیر میں روایات کی روشنی میں قرآنی آیات کو مختلف قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ بعض روایات کے مطابق قرآنی آیات کو مندرجہ ذیل دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:[43]

1. آمر (امر کرنے والی آیات)
2. زاجر (نہی کرنے والی آیات)

بعض روایات آیات کو درج ذیل تین قسموں میں تقسیم کرتی ہیں:[44]

1. اہل بیت علیہم السلام سے دوستی و دشمنی کے متعلق آیات
2. سنن و امثال پر مشتمل آیات
3. فرائض و احکام پر مشتمل آیات

جبکہ بعض روایات میں آیات کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: [45]

1. اہل بیت علیہم السلام کے متعلق آیات
2. دشمنان اہل بیت کے متعلق آیات
3. فرائض و احکام پر مشتمل آیات
4. سنن و امثال پر مشتمل آیات

تفسیر عیاشی جلد اوّل

1.	تفسیر سورہ فاتحہ، 28روایات	2.	تفسیر سورہ بقرہ، 535روایات
3.	تفسیر سورہ آل عمران، 185روایات	4.	تفسیر سورہ نساء، 314روایات
5.	تفسیر سورہ مائدہ، 230روایات	6.	تفسیر سورہ انعام، 147روایات
7.	تفسیر فضل سورہ انعام، 353روایات		

تفسیر عیاشی جلد دوّم

1.	سورہ اعراف، 137روایات	2.	سورہ انفال، 87روایات
3.	سورہ برائت، 166روایات	4.	سورہ یونس، 51روایات
5.	سورہ ہود، 84روایات	6.	سورہ یوسف، 106روایات
7.	سورہ رعد، 79روایات	8.	سورہ ابراہیم، 57روایات
9.	سورہ حجر، 47روایات	10.	سورہ نحل، 85روایات
11.	سورہ بنی اسرائیل، 182روایات	12.	سورہ کہف، 97روایات

تفسیر عیاشی میں مصنف کی روش

اس تفسیر میں مؤلف کی روش یہ ہے کہ وہ آیات کے مفاہیم و مقاصد کی توضیح میں ائمہ اہل بیت اطہار علیہم السلام سے وارد شدہ روایات کا سہارا لیتا ہے۔ انہی روایات کی بنیاد پر تفسیر عیاشی میں مصنف نے صرف ان آیات کی تفسیر کی ہے کہ جن کے ذیل میں روایات وارد ہوئی ہیں۔ جیسا کہ علامہ بحرانی نے تفسیر برھان اور باقی نقلی

تفاسیر کی روش ہے۔ اس تفسیر میں عیاشی کی روش محض روائی ہے۔ عیاشی نے اس تفسیر میں فضائل اہل بیتؑ کے ساتھ ساتھ کلامی و فقہی روایات کثرت سے ذکر کیا ہے۔

مصنف کی آیات الاحکام پر زیادہ توجہ دینے کی وجہ سے اس کا فقہی پہلو زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔ جیساکہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر 138 "یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِینَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ" کے ضمن میں آٹھ فقہی روایات کو نقل کیا ہے۔[46] تفسیر عیاشی کی یہی خصوصیت اسے تفسیر فرات و تفسیر قمی سے ممتاز کرتی ہے۔ مصنف اس تفسیر میں کسی بھی قرآنی کلمہ یا جملے کے معنی و مصداق، آیات کے شان نزول، آیات کے ناسخ و منسوخ اور آیات کے اسباب نزول کو روایات کے تناظر میں بیان کرتا ہے۔[47] اسی طرح عیاشی قول و فعل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وائمہ علیہم السلام کے ذریعے ہی قرآن کی آیات کی تبیین کرتا ہے جیساکہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر 196 [48] کی تفسیر میں مناسکِ حج وضاحت کے لئے امام صادق علیہ السلام کی روایت کو نقل کیا ہے بعض جگہ لغوی معنیٰ کو بیان کرنے کے لئے بھی روایت کا سہارا لیتا ہے جیساکہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر 46 [49] کے ضمن میں "یظنون" کے لغوی معنی کو واضح کرنے کے لئے امام علی علیہ السلام کے قول کو نقل کیا ہے۔

اسی طرح بعض جگہ روایات کے ذریعے ادبی قواعد کو بیان کیا ہے جیسا کہ سورہ مائدہ کی آیت نمبر 6 میں وضو کے حکم اور وضو کی جزئیات کو بیان کرنے کے لئے امام باقر علیہ السلام کی روایت[50] کو نقل کیا ہے۔ اسی طرح بعض آیات کے خاص مصادیق کو بیان کرنے کے لئے بھی روایات کو نقل کیا ہے۔ جیساکہ سورہ انسان کی آیت نمبر 26 میں علم، سورہ بقرہ کی آیت نمبر 238 میں پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ، اور امام حسن و حسین علیہما السلام کا بیان اور ائمہ علیہم السلام[51] کی اطاعت پر قائم رہنے کے عنوان سے تفسیری روایات کو نقل کیا ہے۔ عیاشی فقہی احکام پر مشتمل آیات کو بھی روایات کے تناظر میں ہی دیکھتا ہے؛ جیسا کہ سورہ مائدہ کی آیت نمبر 38 میں امام صادق علیہ السلام سے منقول ہاتھ کاٹنے کی حد معین کرنے والی روایت کو لاتا ہے۔ عیاشی آیات کی تفسیر میں روایات کو بغیر کسی جرح و شرح کے بعینہ نقل کرتا ہے۔ البتہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر 238 کے ذیل میں امام باقر علیہ السلام کی روایت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عیاشی منقول شدہ مختلف قرائت کو بھی ملحوظ خاطر رکھتا ہے۔

تفسیر عیاشی میں مصنف کا تمایل اور طرز نگارش

تفسیر کے مطالعے اور اس میں ائمہ علیہم السلام سے منقول روایات اس بات کا پتہ دیتی ہیں کہ عیاشی امامت وولایت کے قائل ہیں۔ ان کی تفسیر میں ذات باری تعالیٰ سے جسم و جسمانیت کی نفی، عصمت انبیاء اور عدم تحریف قرآن جیسے نظریات واضح نظر آتے ہیں۔ تفسیر میں غور و فکر کرنے سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ آیات کی تفسیر میں

مصنف کی ہر ممکن کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ ائمہ علیہم السلام کے فرامین کی روشنی آیات کی تبیین و تفسیر کرے۔ نیز مصنف بیشتر فقہی و کلامی احادیث کو بیان کرتا ہے اور ان میں سے بھی زیادہ تر ان روایات کا انتخاب کرتا ہے کہ جو ظاہری و باطنی معانی کو واضح و روشن طور پر بیان کر رہی ہوں۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تفسیر میں عیاشی کا تمایل امامی اور طرز نگارش فقہی و کلامی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عیاشی تفسیر کے مقدمے میں جہاں فضیلت قرآن کی روایات لاتا ہے اور مخالف قرآن روایات کو ترک کرنے کا کہتا ہے وہیں ائمہ علیہم السلام کو محورِ قرآن قرار دیتا ہے اور اس بات کی طرف نشاندہی کرتا ہے کہ کماحقہ حقائق قرآن کا علم صرف ائمہ اطہار علیہم السلام کے پاس ہے اور آیات قرآن کی تفسیر ائمہ علیہم السلام کے فرامین کے بنا ممکن نہیں ہے۔

عیاشی فضائل اہل بیت علیہم السلام پر مبنی روایات پر خصوصی توجہ دیتا ہے۔ تفسیر عیاشی عربی زبان میں عوامی اذہان کو مدّ نظر رکھتے ہوئے لکھی گئی ہے۔ اس تفسیر کے مقدمے میں علوم قرآن کی کچھ ابحاث کو ذکر کیا گیا ہے اور اس مقدمے کے بعد مصنف کچھ آیات کی تفسیر روایات کے ذریعے کرتا ہے، اس بات کا علم نہیں کہ جن آیات کے ذیل میں مصنف روایات لایا ہے بس انہیں تک مصنف کی رسائی تھی یا پھر صرف بعض آیات کے ذیل میں ان روایات کا لانا خود مصنف کا انتخاب تھا؟ اسی طرح یہ بات بھی واضح نہیں ہے کہ آیا مصنف نے فقط ان آیات کی تفسیر کی ہے کہ جن کے ضمن میں روایات دستیاب تھیں یا پھر خود مصنف نے ہی صرف ان آیات کا انتخاب کیا ہے؟ البتہ مصنف نے آیات کی تفسیر میں صرف روایت نقل کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے اور کسی قسم کی توضیح یا اجتہاد سے گریز کیا ہے حتی کوشش کی ہے کہ آیات کے معانی کو بھی روایات کے ذریعے ہی واضح کیا جائے۔

تفسیر کے منابع

عیاشی آیات قرآن کی تفسیر اور ان کے معانی کو بیان کرنے کے لئے آئمہ علیہم ا لسلام سے منقول روایات پر تکیہ کرتا ہے لیکن اپنی کتاب تفسیر میں واضح طور پر اپنے منابع کا ذکر نہیں کرتا مگر تفسیر میں غور فکر کے بعد یہ پتہ چلتا ہے کہ عیاشی نے احادیث کو جابر بن یزید جعفی (متوفی 128ھ) [52] و ابوالجارود زیاد بن منذر [53] کی تفاسیر سے نقل کیا ہے۔ بعض محققین نے عیاشی کی کچھ روایات کا منبع احمد بن سیاری کی کتابِ قرائت یا کتابِ تنزیل و کو قرار دیا ہے۔ [54] عیاشی نے صریحاً نہ تو تفسیر کے مقدمے میں اور نہ ہی کتاب کے باقی حصے میں اپنے منابع کا ذکر کیا ہے مگر تفسیر میں جستجو و تامل سے ہمیں مندرجہ بالا منابع کا علم ہوتا ہے۔

تفسیر عیاشی میں ذکر شدہ روایات کی اسناد پر ایک نظر

ابتدائی طور پر تفسیر عیاشی میں نقل شدہ احادیث اسناد کے ساتھ ذکر ہوئیں۔ مگر بعد میں جب اس سے نسخہ برداری کی گئی تو نسخہ برداری میں روایات کی اسناد کو حذف کرتے ہوئے مرسل صورت میں لکھا گیا ورنہ یہ اسناد

اصلی نسخے میں موجود تھیں اور حاکم حسکانی نے بھی شواہد التنزیل میں اسی متن سے استفادہ کیا ہے۔ [55] گویا اس تفسیر کا اصلی متن کہ جو اسناد کے ساتھ تھا ابن طاووس (متوفی 664) کے زمانے تک موجود تھا۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ مجلسیؒ نے اس تفسیر کے مرسل ہونے پر اعتراض کیا ہے۔ [56] لہٰذا نجاشی نے جو شبہ اس تفسیر پر یہ کہہ کر وارد کیا ہے کہ عیاشی نے اس تفسیر میں بہت ساری روایات کو غیر ثقہ راویوں سے نقل کیا ہے، درست نہیں ہے۔ کیونکہ اولاً، تو عیاشی کی ذکر شدہ روایات اس قدر یقین آور ہیں کہ ممکن ہے کہا جائے کہ ان کا متن ہی ہمیں ان کی اسناد کی جانچ پڑتال سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ جیسا کہ نہج البلاغہ و صحیفہ سجادیہ کے بارے میں ذکر شدہ روایات وغیرہ۔ ثانیاً، اس تفسیر میں ذکر شدہ روایات ہمیں دوسری بہت ساری شیعہ کتب میں سند کے ساتھ مل جاتی ہیں۔ جیسا کہ عیاشی سورہ بقرہ کی تفسیر میں حدیث نمبر 485 میں یوں گویا ہے کہ: ”عن سلام بن المستنير علی بن ابی جعفر ع قال........ الی آخر"[57] کہ جسے شواہد التنزیل میں سند کے ساتھ یوں نقل کیا گیا ہے "ابو النضر العياشی عن حمدويه عن محمد بن الحسين بن الخطاب عن الحسن بن محبوب عن ابی جعفر الاحوال عن سلام بن المستنير عن ابی جعفر ع قال....... "[58]

اسی طرح سورہ بقرہ کے ذیل میں حدیث نمبر 486 کو تفسیر عیاشی میں یوں نقل کیا گیا ہے: "عن ابی بصير عن ابی عبدالله ع قال.... " اس حدیث کو شواہد التنزیل میں سند کے ساتھ اس طرح لکھا گیا ہے: "ابو النضر العياشی عن جعفر بن احمد عن حمران و العمر کی عن العبيدی عن يونس عن ايوب بن حر عن ابی بصير عن ابی عبدالله ع قال......" نیز تفسیر عیاشی میں سورہ آل عمران کے ذیل میں حدیث نمبر 177 کو بنا سند کے یوں نقل کیا گیا ہے"عن الاصبغ بن نباته عن علی ع قال......." [59]

شواہد التنزیل میں یہی حدیث سند کے ساتھ کچھ یوں نقل ہوئی ہے: "ابو النضر العياشی عن محمد بن نصير عن احمد بن محمد بن عيسى عن الحسين ابن سعيد عن بعض اصحابنا عن محمد بزريغ عن الاصبغ بن. نباته عن علی ع قال....." [60] البتہ بعض نے کہا ہے کہ تفسیر عیاشی میں ذکر شدہ 2698 روایات میں سے صرف 14 روایات کی سند کے بارے میں تحقیق کی ضروت باقی ہے۔ جبکہ دوسری طرف اگر تفسیر عیاشی میں ذکر شدہ روایات کا موازنہ دوسری کتب میں ذکر شدہ روایات سے کیا جائے تو اس بات کا علم ہوتا ہے کہ اس تفسیر میں ذکر شدہ متن یقین وجزم آور ہے۔ [61]

تفسیر عیاشی کی امتیازی خصوصیات

1. امام زمان ع کے عصر سے قریب تر ہونا اس تفسیر کو باقی تفاسیر سے ممتاز کرتا ہے۔

2. قدیمی تفاسیر مثلاً تفسیر قمی و تفسیر فرات وغیرہ کے بر عکس اس تفسیر میں احکام سے متعلق روایات کا زیادہ نقل ہونا بھی اس تفسیر کو باقی تفاسیر سے جدا کرتا ہے۔
3. قرآنی مشکل الفاظ کی روایات کے ذریعے تبیین و وضاحت کرنا بھی اس تفسیر کا ایک ممتاز پہلو ہے۔
4. اس تفسیر میں منقول روایات دیگر شیعہ حدیثی کتب سے محتوا کے اعتبار سے ہم آہنگ ہیں۔
5. تفسیر عیاشی میں نقل شدہ روایات بنا بر تحقیق یقیناً ائمہ علیہم السلام سے منقول ہیں۔
6. اس تفسیر میں ائمہ علیہم السلام سے صادر شدہ کچھ تأویلی روایات، بالخصوص قرآن کی باطنی تأویل پر مبنی روایات کو بھی نقل کیا گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر 89 ﴿فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ ۚ فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ کی تفسیر میں مندرجہ ذیل روایت کو نقل کیا گیا ہے۔ ابو جعفرؑ نے امام علیؑ سے نقل کیا ہے کہ "ہم اہل بیت علیہم السلام کو بہترین قرآنی امثال کہا گیا ہے: سموهم باحسن امثال القرآن يعنى عترة نبى هذا عذب فرات فاشربوا و هذا ملح اجاج فاجتنبوا۔[62]
7. یہ تفسیر، تفسیر قمی و تفسیر فرات کی مثل صرف فضائل اہل بیتؑ کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ اس میں فضائل اہل بیتؑ کے ساتھ ساتھ فقہی اور کلامی روایات بھی موجود ہیں۔

تفسیر عیاشی نقائص

1. احمد بن محمد سیاری کی کتاب قرائات سے کچھ ایسی روایات کو نقل کیا ہے کہ جو تحریف قرآن کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔[63]
2. غالی و دروغ گو افراد سے بھی روایات کو نقل کیا ہے جیسے فرقہ مغیریہ کے بانی مغیرہ بن سعید سے روایات کا نقل کرنا اسی طرح اسحاق بن محمد بصری اور نصر بن صباح سے بھی روایات نقل ہوئی ہیں۔[64]
3. قصص انبیاء ع میں بہت ساری اسرائیلی و جعلی روایات کا بیان جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر 102 کے ذیل میں اس طرح کی روایات موجود ہیں۔[65]
4. اس تفسیر میں بعض جگہ عقل وادارک کے مخالف روایات کو بھی ذکر کیا ہے۔[66]
5. یہ تفسیر مکمل طور پر اپنی اسناد کے ساتھ ہم تک نہیں پہنچ پائی اور ابھی اس میں موجود روایات کے متون میں تحقیق اور ان کے قرآن کے ساتھ سازگار ہونے پر تحقیق طلب ہے۔

*****

References

---

1. Muhammad Mohsin, Shaikh Aga Bazurg Tehrani, *Al-Dhari'a ila tasanif al-Shia*, Vol. 2 (Qum, Ismaieeliyan, 1408AD), pp. 20 and 478

محمد محسن، شیخ آقا بزرگ تہرانی، الذریعة إلی تصانیف الشیعة، ج2، (قم، اسماعیلیان، کتاب خانہ اسلامیہ، 1408ق)، 20و478۔

2. Muhammad Hussain, Tibatibai, *Quran Dar Islam* (Mashad, Intasharaat Talou, nd), 72.

محمد حسین، طباطبائی، قرآن در اسلام(مشہد، انتشارات طلوع، ندارد)، 72۔

3. Muhammad Ibn- Ishaq, Ibn-e Nadeem, *Alfahrist*, (Beīrūt, Dar-ul Marfat, 1417 AD), 361; Abu Alhassan Ahmad bin Ali, Alnajashi, *Rijal Najashi*, (Beīrūt, Nashr Dar-ul Azwa, 1408 AD), 247.

محمد بن اسحاق، ابن ندیم، الفہرست، چاپ دوم (بیروت، دارالمعرفہ، 1417ق)، 361؛ ابوالحسن احمد بن علی، النجاشی، رجال نجاشی (بیروت، نشر دارالاضواء، 1408ق)، 247۔

4. *Muhammad Taqi, Tustari, Qamoos-ur Rijal, Vol. 8, (Tehran, Markaz-e Nashr Alkitab, 1387 AHS), 377.*

محمد تقی، تستری، قاموس الرجال، ج8(تہران، نشر مرکز نشر الکتاب، 1387ق)، 377۔

5 . Abu al Hussan Ahmad bn Ali, Njashi, *Fahrist e Asmaa e Musanafi ul Shiae*, Muhaqaq, Shubari Zanjani, Syed Musa, (Qom, Dafdar e Intesharat e Islami, 1407AH), 350.

ابوالحسن احمد بن علی، نجاشی، فہرست اسماء مصنفی الشیعة، محقق و مصحح: شبیری زنجانی، سید موسیٰ(قم، دفتر انتشارات اسلامی، 1407ق)، 350۔

6- Ibn Nadeem, *Alfahrist*, 361; Alnajashi, *Rijal Najashi*, 247; Muhammad Bin Hassan Bin Ali Bin Hassan, Tosi, *Rijal e Tosi* (Najaf, Manshorat almaktaba walmatboha alhaideria, 1381AD), 136; Rashiduddin Abi Jafar, Ibn Shahr Ashob, *Maalim ul Ulama* (Najaf, Maktab e Haidria, 1380AD), 29.

ابن ندیم، الفہرست، 361؛ نجاشی، رجال نجاشی، 247؛ محمد بن حسن بن علی بن حسن، طوسی، رجال طوسی(نجف، منشورات المکتبہ و المطبعہ الحیدریہ، 1381ق)، 136؛ رشید الدین ابی جعفر، ابن شہر آشوب، معالم العلماء(نجف، مکتبہ الحیدریہ، 1380ق)، 29۔

7. Alnajashi, *Rijal Najashi*, 247.

نجاشی، رجال، 247۔

8. Ibid.

ایضا۔

9.Sheikh Toussi, *Fahrist* (Najaf, Manshuraat Maktabath ul Murtazwiyah, nd.), 163.

شیخ طوسی، فہرست، (نجف، منشورات مکتبۃ المرتضویہ، ندارد)، 163۔

10. Ibn Nadeem, *Alfahrist*, 241.

ابن ندیم، الفہرست، 241۔

11. Alnajashi, *Rijal Najashi*, 351.

نجاشی، رجال، 351۔

12. Ibn Nadeem, *Alfahrist*, 361.

ابن ندیم، الفہرست، 361۔

13. Ali Dawani, *Mufaqar e Islam*, Vol. 2 (Qom, Markaz e Asnad e Inqlab e Islami, 1388 AD), 312.

علی دوانی، مفاخر اسلام، ج2 (قم، مرکز اسناد انقلاب اسلامی، 1388)، 312۔

14. Ibn Shahr Ashob, *Maalim al Ulama*, 99.

ابن شہر آشوب، معالم العلماء، 99۔

15. Hassan Yusuf bin Motahar, Allama Hali, Kitab Al Rijal (Tharan, Mowasa Intisarat, 1383 AD), 184.

حسن بن یوسف بن مطہر، علامہ حلی، کتاب الرجال (تہران، موسسہ انتشارات، 1383)، 184۔

16. Muhammad Ali Mudars, Tabrizi, *Raihana tul Adab*, Vol. 4 (Qom, Mowisa Imam Sadiq, 1395 AD), 220.

محمد علی مدرس، تبریزی، ریحانہ الادب، ج4، (قم، موسسہ امام صادقؑ، 1395)، 220۔

17. Sheikh Abbas, Qomi, *Safeena tul Bahar*, Vol: 2 (Mashad, Ustan e Qads e Razvi, 1374 AD), 18.

شیخ عباس، قمی، سفینہ البحار، ج2 (مشہد، ، آستان قدس رضوی، 1374)، 18۔

18. Sheikh Aga Bazurg Tehrani, Al-Dhari'a ila tasanif al-Shia, Vol: 4 (Qum, Ismaieeliyan, 1408 AH), 295.

شیخ آغا بزرگ تہرانی، الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ، ج4 (قم، اسماعیلیان، کتاب خانہ اسلامیہ، 1408ق)، 295۔

19. Syed Hussan, Sadar, *Tahsees A Shia le Uloom e Islam*,(Beirut, Aalami, 1375 AD), 332.

سید حسن، صدر، تاسیس الشیعہ لعلوم الاسلام (بیروت، موسسہ الاعلمی، 1375)، 332۔

20. Muhammad Hussain, Tabatabi, *Muqadma Allama Tabatabai Bar Tafseer e Ayashi*,(Tharan, Maqtaba Ilmiya Islamia, 1380 AD), 3.

محمد حسین طباطبائی، مقدمہ علامہ طباطبائی (رحمۃاللہ علیہ) بر تفسیر عیاشی، (تہران، مکتبہ العلمیہ اسلامیہ، 1380)، 3۔

21. Murtaza, Muthari, *Aashnai Ba Ulm e Islami*, (Qom, Sadara, 1374 AD), 78.

مرتضٰی، مطہری، آشنایي باعلوم اسلامی (قم، صدرا، 1374)، 78۔

22. Muhammad bn Ali, Ardabeli, *Jamia ul Rewa*, Vol. 2 (Buirt, Dar o Zaoo, 1403 AH), 192.

محمد بن علی، اردبیلی، جامع الرواہ، ج2 (بیروت، دارالاضوء، 1403)، 192۔

23.Mohammad Baqir, Majalsi, *Bahar ul Anwar* ,Vol: 1 (Tehran, Maktabah ul Islamiah, 1398 AD), 8, 28.

محمد باقر، مجلسی، بحارالانوار، ج1 (تہران، مکتبۃ الاسلامیہ، 1398ق)، 8، 28۔

24. Tabatabi, *Muqadma Allama Tabatabai Bar Tafseer e Ayashi*, Vol: 1, 12.

طباطبائی، مقدمہ علامہ طباطبائی، ج1، 12۔

25. Muhammad Muhsin, *Al-Dhari'a ila Tasanif al-Shia*, 295.

شیخ آغا بزرگ تہرانی، الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ، 295۔

26. Hakim Haskani, *Shawahid al-Tanzil*, (Qom, Dara al Huda, 1380 AD), Hadith No. 27, 144, 145, 185, 190, 192.

حاکم حسکانی، شواہد التنزیل (قم، دارالہدی، 1380)، حادیث نمبر 27، 144، 145، 185، 190، 192۔

27. Abu Ali al-Fadl ibn al-Hasan, Al-Tabrasi, *Majma ul Bayan*, Vol.1 (Qom, Khusroo, 1374 AD), 17, 18, 31, 82, 128.

ابو علی الفضل بن الحسن، الطبرسی، مجمع البیان، ج1 (قم، خسرو، 1374)، 17، 18، 31، 82، 128۔

28. Ali Akbar, Babai, *Maqatab e Tafseeri*, Vol. 1 (Qom, Smat, 1391 AD), 327.

علی اکبر بابایي، مکاتب تفسیری، ج1 (قم، سمت، 1391)، 327۔

29. Muhammad Hadi Marfat, *Al-Tafsīr wa l-mufassirūn fī thawbih al-qashīb*, Vol. 2 (Mashad, Razavi University of Islamic Sciences, 1377 AD), 752.

محمد ہادی معرفت، التفسیر والمفسرون فی ثوبہ القشیب، ج2 (مشہد، دانشگاہ علوم اسلامی رضوی، 1377)، 752۔

30. Hadith No. 11, 12, 17.

حدیث نمبر 11، 12، 17 ۔

31. Hadith No. 13-14.

حدیث ۱۳، ۱۴

32. Ibid, Hadith No. 1.

ایضاً، حدیث نمبر1۔

33. Ibid, Hadith No.32

ایضاً، حدیث نمبر ۳۲ ۔

34. Ibid, Hadith No., 37,38.

ایضاً، حدیث نمبر37، 38۔

35. Ibid, Hadith No., 32.

ایضاً، حدیث نمبر32۔

36. Ibid, Hadith No., 35.

ایضاً، حدیث نمبر35۔

37 . Ibid, Hadith No., 45.

ایضاً، حدیث نمبر45۔

38. Ibid, Hadith No., 49.

ایضاً، حدیث نمبر49۔

39. Abu Nazar Mohammad Ibn Masoud, Ayyashi, *Tafseer Ayyashi,* Vol.1 (Qom, Zawel Qurba,1395 AD), 104, 106, 143, 182, 187, 193, Vol. 2, 80, 182, 207, 240, 302, etc.

ابو نضر محمد بن مسعود، عیاشی، *تفسیر عیاشی*، ج1 (قم، ذوالقربی، 1395)، 104، 106، 143، 182، 187، 193، ج2، 80، 182، 207، 240، 302۔ وغیرہ۔

40. Ibid, Vol.1, 196, 335.

ایضاً، ج1، 196، 335۔

41. Ibid, Vol.2, 136.

ایضاً، ج2، 136۔

42. Ibid, Vol.2, 17.

ایضاً، ج2، 17۔

43 . Ibid, Vol.1, 246, 423.

ایضاً، ج1، 246، 423۔

44 . Ibid, Vol.1, 244, 417.

ایضاً، ج1، 244، 417۔

45..Ibid, Hadith No. 11, 12, 17.

ایضاً، حدیث نمبر11، 12، 17۔

46. Ibid, Hadith No. 13, 14.

ایضاً، حدیث13، 14۔

47. Ibid, Hadith No. 1.

ایضاً، حدیث نمبر1۔

48. Ibid, Hadith No. 30.

ایضاً، حدیث نمبر30۔

49. Ibid, Hadith No. 27.

ایضاً، حدیث نمبر27۔

50. Ibid, Hadith No. 25.

ایضاً، حدیث نمبر25۔

51. Ibid, Hadith No. 32.

ایضاً، حدیث نمبر32۔

52. Ibid, Hadith No. 32.

ایضاً، حدیث نمبر 32۔

53. Ibid, Hadith No. 35.

ایضاً، حدیث نمبر35۔

54 . Ibid, Hadith No. 45.

ایضاً، حدیث نمبر45۔

55. Ibid, Hadith No. 49 .

ایضاً، حدیث نمبر49۔

56. Ibid, Hadith No. 51, 63.

ایضاً، حدیث نمبر51، 63۔

57. Ibid, Hadith No. 65.

ایضاً، حدیث نمبر65۔

58. Ibid, Hadith No. 73.

ایضاً، حدیث نمبر73۔

59. .Ibid, Vol.1, 193.

ایضاً، ج1، 193۔

60. Ibid, 84, 95, 182.

ایضاً، 84، 95، 182۔

61.Allama Murtaza Askari, *Quran Al Kareem wa Riwayaat ul Mudariseen*, Vol. 3 (Qom, Toheed, 1374), 114, 115.

علامہ مرتضی عسکری، قرآن الکریم وروایات المدرسین، ج3 (قم، توحید، 1374)، 114، 115۔

62. Āqā Buzurg Tihrānī, Muhammad Muhsin, *Al-Dhari'a ila Tasanif al-Shia* Vol.2 (Birut: Dar Alzao, 1403, Pg.282

شیخ آغا بزرگ تہرانی، الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ، ج14 (بیروت، دارالاضواء، 1403)، 52، 282۔

63. Ayyashi Abu Nazar Mohammad ibn Masoud , *Tafseer Ayyashi*, (Qom, Zawel Qurba, 1395)Vol.1, Pg.30

ابونضر محمد بن مسعود، تفسیر عیاشی، ج1 (قم، ذوالقربی، 1395)، 30

64. Ibid, Vol:1, 145-

ایضاً، ج1، 145۔

65 . Ibid, Vol.1, 361.

ایضاً، ج1، 361۔

66. Ali Akbar Babai, *Maqatab e Tafseeri*, Vol:1 (Qom, Smat, 1391) , 327.

علی اکبر بابایی، مکاتب تفسیری، ج1 (قم، سمت، 1391)، 327۔